ALLAMA IQBAL OPEN UNIVERSITY

AIOU LIBRARY
aioulibrary.com

Name:

Registration No.:

Course Code: 3907

Program: BS Islamic Studies (Spec. Seerat Studies)

Semester: Autumn 2026

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ (شعبہ سیرت اسٹڈیز)

کورس: دلائل و معجزاتِ رسول ﷺ (3907) • سطح: بی ایس علوم اسلامیہ (تخصص سیرت اسٹڈیز)

سمسٹر: خزاں 2026

امتحانی مشق نمبر 1 (بوٹ: 1-4)

کل نمبر: 100 • کامیابی کے نمبر: 50

حل شدہ اسائنمنٹ گائیڈ

Reference &For Study — SOLVED ASSIGNMENT GUIDE

نوٹ: یہ گائیڈ صرف مطالعہ اور حوالے کے مقصد کے لیے تیار کی گئی ہے۔ طلبہ کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ کورس کی کتاب کے متعلقہ یونٹس غور سے پڑھیں، تصورات کو اچھی طرح سمجھیں اور پھر اسائنمنٹ اپنے الفاظ میں لکھیں۔ اس گائیڈ کو ہو بہو نقل کرنے کے بجائے اپنی فہم کے مطابق تحریر کریں۔ جہاں کسی دینی یا قانونی مسئلے میں قطعی رائے درکار ہو وہاں اہلِ علم اور مستند علماء کی طرف رجوع کریں۔

سوال نمبر 1: نبوت و رسالت: معنی و مفہوم اور نبی و رسول کا بنیادی فرق (20 نمبر)

سوال نمبر 1: نبوت و رسالت کے معنی و مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے نبی اور رسول کے درمیان بنیادی فرق بیان کریں۔ (20)

تعارف

نبوت و رسالت اسلامی عقائد کا بنیادی ستون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت کے لیے ہر دور میں اپنے برگزیدہ بندوں کو منتخب فرمایا، انہیں وحی عطا کی اور انہیں مخلوق کی طرف بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو توحید، عبادت، اخلاق اور عدل و انصاف کی راہ دکھائیں۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر انبیاء و رسل کے بھیجے جانے کا ذکر آتا ہے اور ایمان بالرسالت کو ایمان کے ارکان میں شامل کیا گیا ہے۔ اس سوال میں پہلے نبوت اور رسالت کے لغوی و اصطلاحی معنی بیان کیے جائیں گے، پھر نبی اور رسول کے درمیان فقہاء و متکلمین کے نزدیک تسلیم شدہ بنیادی فرق کو جدول سمیت واضح کیا جائے گا۔ یہ پورا مبحث تاریخی نوعیت کی ہے اور اس کا مقصد نصابی تصورات کی درست تفہیم ہے۔

نبوت کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

لفظ نبوت عربی لفظ نبأ سے ماخوذ ہے جس کے معنی خبر دینے کے ہیں، بالخصوص ایسی عظیم اور اہم خبر دینا جس سے سننے والے کو بڑا فائدہ حاصل ہو۔ بعض لغوی ماہرین کے نزدیک یہ لفظ نبوۃ سے بھی منسوب ہے جس کے معنی بلندی اور رفعت کے ہیں، یعنی نبی وہ بلند مرتبہ ہستی ہے جو اللہ کی طرف سے خبر وحی پاکر لوگوں تک پہنچاتی ہے۔ اصطلاحی طور پر نبوت سے مراد اللہ تعالیٰ کا اپنے کسی بندے کو منتخب فرما کر اسے وحی عطا کرنا ہے، خواہ اسے نئی شریعت دی جائے یا سابقہ شریعت ہی کی پیروی و تبلیغ کا حکم دیا جائے۔ نبی کی ذات میں صداقت، امانت، عصمت اور فطانت جیسی صفات قرآن و سیرت کی روشنی میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں، کیونکہ اگر مبلغِ وحی ہی معتبر نہ ہو تو پیغام کی سچائی پر اعتماد قائم نہیں رہ سکتا۔ اسی لیے اہلِ علم لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر نبی کو ایسے اخلاق و کردار کے ساتھ مبعوث فرماتا ہے کہ قوم کے لیے اس کی صداقت پر شک کی گنجائش باقی نہ رہے۔

رسالت کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

رسالت لفظ ارسل سے مشتق ہے جس کے معنی بھیجنے کے ہیں۔ رسول اس قاصد کو کہتے ہیں جو کسی کا پیغام لے کر دوسروں تک پہنچائے اور پوری امانت کے ساتھ اسے ادا کرے۔ اصطلاح میں رسول وہ برگزیدہ ہستی ہے جسے اللہ تعالیٰ نئی شریعت، کتاب یا مستقل احکام دے کر کسی قوم یا تمام انسانیت کی طرف بھیجے اور اسے اس شریعت کی تبلیغ و نفاذ کا مکلف بنائے۔ اس تعریف سے معلوم ہوتا ہے کہ رسالت میں تبلیغِ عام اور شریعتِ جدیدہ کا عنصر غالب ہوتا ہے، جبکہ نبوت کا دائرہ اس لحاظ سے وسیع تر سمجھا جاتا ہے کہ ہر

رسول نبی بھی ہوتا ہے مگر ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں۔ جمہور علماء کا یہی مسلک ہے اور نصابی کتبِ سیرت و عقائد میں عموماً اسی تعریف کو اختیار کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور تمام جہانوں کے لیے رحمت قرار دے کر بھیجا گیا، لہٰذا آپ کے بعد نبوت و رسالت کا دروازہ بند ہے اور یہ عقیدۂ ختمِ نبوت اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔

وحی: نبوت و رسالت کا اصل ذریعۂ علم

نبی اور رسول دونوں کا علم وحی کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔ وحی سے مراد وہ پوشیدہ اور سریع الاثر رہ والقا ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے منتخب بندے کے قلب پر فرماتا ہے۔ قرآن مجید (سورۃ الشوریٰ، آیت 51 کے مفہوم کے مطابق) وحی کی صورتیں بیان ہوئی ہیں: براہِ راست القائے قلبی، پردے کے پیچھے سے کلام، یا فرشتے کے ذریعے پیغام بھیجنا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی کے مخصوص فرشتے ہیں جو انبیاء کے پاس اللہ کا کلام لے کر آتے تھے۔ وحی کا یہ سلسلہ بشری عقل و تجربے سے ماورا ہے، اسی لیے نبی کا علم قطعی اور یقینی ہوتا ہے اور اس میں خطا کا امکان نہیں ہوتا، جبکہ عام انسان کا علم ظنی اور اجتہادی ہوتا ہے۔ یہی یقینی علم نبی کو عام مصلحین، فلسفیوں اور سماجی رہنماؤں سے ممتاز کرتا ہے، کیونکہ مصلح اپنا نظریہ خود بناتا ہے جبکہ نبی اللہ کا دیا ہوا پیغام حرف بہ حرف پہنچاتا ہے اور اسی کی حفاظت و تبلیغ کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

نبی اور رسول کے درمیان بنیادی فرق

متکلمین اور محققین نے نبی و رسول کے فرق پر تفصیلی بحث کی ہے۔ بعض کے نزدیک نبی وہ ہے جس پر وحی نازل ہو خواہ تبلیغ کا عام حکم ہو یا نہ ہو، اور رسول وہ ہے جسے نئی شریعت دے کر قوم کی طرف بھیجا جائے اور اس کی مخالفت پر اسے معجزات و دلائل سے مؤید کیا جائے۔ بعض دیگر علماء کے نزدیک نبی وہ ہے جو سابق رسول کی شریعت کی تجدید و تعلیم کے لیے آئے، اور رسول وہ ہے جو نئی کتاب و شریعت لائے، مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحبِ تورات رسول تھے اور ان کے بعد آنے والے بہت سے انبیاء اسی شریعت کی پیروی و تبلیغ کرتے رہے۔ اس اختلاف کے باوجود جمہور اس بات پر متفق ہیں کہ مرتبے اور ذمہ داری کے اعتبار سے رسول کا درجہ عام نبی سے بلند ہوتا ہے، اسے زیادہ بڑی ذمہ

داری، زیادہ سخت آزمائش اور زیادہ وسیع قوم کی ہدایت کا کام سونپا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اولوالعزم رسولوں کا خصوصی ذکر اسی تفاوتِ مراتب کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ذیل کا جدول اس فرق کو خلاصتاً پیش کرتا ہے۔

جدول 1: نبی اور رسول کے درمیان بنیادی فرق

پہلو	نبی	رسول
وحی	وحی نازل ہوتی ہے	وحی نازل ہوتی ہے
نئی شریعت و کتاب	نئی شریعت ضروری نہیں؛ سابقہ شریعت کی پیروی بھی ممکن ہے	عموماً نئی شریعت یا کتاب عطا کی جاتی ہے
تبلیغ کا حکم	تبلیغ و تعلیم مقصود ہوتی ہے؛ دائرہ نسبتاً محدود ہو سکتا ہے	قوم یا انسانیت تک عام تبلیغ و نفاذ کا صریح حکم ہوتا ہے
مرتبہ و ذمہ داری	بلند مرتبہ ہستی؛ ہدایت و اصلاح کا فریضہ	مرتبہ بلند تر؛ بڑی آزمائش اور وسیع ذمہ داری
باہمی نسبت	ہر رسول نبی ہوتا ہے	ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں

فرق کی عملی و اعتقادی اہمیت

اس فرق کو سمجھنے کی اہمیت صرف لسانی نہیں بلکہ اعتقادی و تاریخی بھی ہے۔ اولاً اس سے سلسلۂ نبوت کی ترتیب سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ہر امت میں ہادی بھیجے اور حالات کے مطابق کبھی نئی شریعت اور کبھی اسی شریعت کی تجدید کا انتظام فرمایا۔ ثانیاً اس سے ختمِ نبوت کا عقیدہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول و خاتم النبیین ہونے کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ رسول، اور آپ کی لائی ہوئی شریعت قیامت تک کے لیے کامل و محفوظ ہے۔ ثالثاً یہ فرق اس غلط فہمی کو بھی دور کرتا

ہے کہ نبوت کوئی کسبی منصب ہے جو ریاضت سے حاصل ہو جائے؛ حقیقت یہ ہے کہ نبوت و رسالت خالص وہبی عطا ہے، اللہ جسے چاہتا ہے منتخب فرماتا ہے اور انسان اپنے عمل سے اس منصب کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اسی وہبی انتخاب کی بنا پر انبیاء معصوم اور ان کی اطاعت دینی حیثیت رکھتی ہے۔

خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ نبوت اللہ کی طرف سے خبرِ وحی پانے اور اس کے مطابق ہدایت کا منصب ہے، جبکہ رسالت اس منصب کی وہ بلند تر صورت ہے جس میں نئی شریعت و کتاب کے ساتھ قوم کی طرف بھیجا جانا اور اس کی تبلیغ و نفاذ شامل ہوتا ہے۔ ہر رسول نبی ہوتا ہے مگر ہر نبی رسول نہیں ہوتا، اور یہی جمہور علماء کے نزدیک بنیادی فرق ہے۔ وحی دونوں کا مشترک ذریعۂ علم ہے اور عصمت و صداقت دونوں کی مشترک صفت۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اس سلسلے کی تکمیل اور اختتام ہوا اور آپ تمام انسانیت کے لیے آخری نبی و رسول ہیں۔

سوال نمبر 2: معجزہ: لغوی و اصطلاحی مفہوم اور معجزہ، کرامت، سحر و کہانت کا فرق (20 نمبر)

سوال نمبر 2: معجزہ کا لغوی و اصطلاحی مفہوم بیان کریں اور معجزہ، کرامت، سحر اور کہانت کے درمیان فرق واضح کریں۔ (20)

تعارف

معجزہ نبوت کی سب سے نمایاں دلیل ہے۔ جب کوئی مدعیِ نبوت اپنی صداقت کا اعلان کرتا ہے تو انسان فطری طور پر اس سے ثبوت طلب کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے ہاتھ پر ایسا خارقِ عادت امر ظاہر فرماتا ہے جس کی مثل پیش کرنے سے تمام انسان عاجز رہ جائیں۔ اسی خارقِ عادت امر کو معجزہ کہتے ہیں۔ تاہم ہر غیر معمولی واقعہ معجزہ نہیں ہوتا؛ کرامت، سحر، کہانت، استدراج اور معونت بھی بظاہر غیر معمولی صورتیں ہیں جن سے عام آدمی دھوکا کھا سکتا ہے۔ اس لیے اہلِ علم نے معجزے کی دقیق تعریف اور اس کے

شرائط مقرر کیے ہیں۔ اس جواب میں پہلے معجزے کا لغوی و اصطلاحی مفہوم اور اس کی شرائط بیان کی جائیں گی، پھر معجزہ، کرامت، سحر اور کہانت کا فرق جدول سمیت واضح کیا جائے گا۔

معجزہ کا لغوی مفہوم

معجزہ لفظ عجز سے ماخوذ ہے جس کے معنی عاجز اور بے بس ہو جانے کے ہیں۔ معجزہ اس امر کو کہتے ہیں جو دوسروں کو عاجز کر دے، یعنی جس کی مثل لانے یا جس کا مقابلہ کرنے سے مخالفین قاصر رہ جائیں۔ اس لغوی نسبت سے معجزے کی روح ہی چیلنج اور تحدی ہے: نبی اپنے دور کے اہلِ فن کو للکارتا ہے کہ اگر وہ اس کے دعوے کو جھوٹا سمجھتے ہیں تو اس خارقِ عادت امر جیسی چیز پیش کر دیں، اور ان کا عاجز رہ جانا ہی نبی کی سچائی کی دلیل بن جاتا ہے۔ قرآن مجید خود سب سے بڑا اور دائمی معجزہ ہے جس نے فصحاءِ عرب کو اپنی مثل کی ایک سورت ہی پیش کرنے کا چیلنج دیا اور وہ اس سے عاجز رہے، چنانچہ یہ کتاب قیامت تک ہر دور میں تازہ چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔

معجزہ کا اصطلاحی مفہوم اور شرائط

اصطلاح میں معجزہ وہ خارقِ عادت امر ہے جو اللہ تعالیٰ مدعیِ نبوت کے ہاتھ پر، اس کے دعوے کی تصدیق کے لیے، تحدی کے ساتھ ظاہر فرمائے اور مخلوق اس کی مثل پیش کرنے سے عاجز رہے۔ متکلمین نے اس تعریف کی روشنی میں چند شرائط مقرر کی ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ وہ امر اللہ کا فعل ہو یا فعل کے قائم مقام ہو، انسان کے کسب و اختیار سے بالاتر ہو، مثلاً مردے کو زندہ کرنا یا چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا۔ دوسری شرط یہ ہے کہ وہ امر عادت کے خلاف ہو؛ روزمرہ کے معمولات معجزہ نہیں کہلاتے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ وہ امر مدعیِ نبوت کے دعوے کے موافق اور اسی کے زمانے و مطالبے سے متعلق ہو۔ چوتھی شرط تحدی ہے، یعنی مخالفین کو اس کی مثل لانے کی دعوت دی جائے اور وہ عاجز رہیں۔ پانچویں شرط یہ ہے کہ وہ امر دعوے کے خلاف گواہی نہ دے؛ اگر کوئی جھوٹا مدعی کسی خارقِ عادت بات کا دعویٰ کرے اور واقعہ اس کے برعکس ظاہر ہو تو وہ اس کی تذلیل و تکذیب کی دلیل بنتا ہے، معجزہ نہیں۔ یہ شرائط معجزے کو ہر شعبدہ بازی اور اتفاقی غیر معمولی واقعے سے الگ کر دیتی ہیں۔

کرامت کا مفہوم

کرامت وہ خارقِ عادت امر ہے جو کسی ولی اور نیک بندے کے ہاتھ پر ظاہر ہو جو مدعیِ نبوت نہ ہو اور نہ اس کے ساتھ تحدی کا دعویٰ کرے۔ کرامت دراصل اس ولی کے متبع نبی کے معجزے ہی کی کرن سمجھی جاتی ہے، کیونکہ ولی کی بزرگی اسے نبی کی اتباع کی برکت سے حاصل ہوتی ہے۔ خود ولی بھی اس کرامت کو اپنی ذات کی طرف منسوب نہیں کرتا بلکہ اللہ کا فضل سمجھتا ہے اور اس سے اس کی عاجزی و عبادت میں اضافہ ہوتا ہے۔ صحابہ و اولیاء سے منقول کرامات کی روایات سیرت و تاریخ کی کتابوں میں ملتی ہیں، تاہم اہلِ سنت کا اصول ہے کہ سب سے بڑی کرامت استقامت یعنی شریعت پر ثابت قدمی ہے، خارقِ عادت امور کا ظہور لازمی نہیں۔ کرامت اور معجزے میں اصل فرق دعوائے نبوت اور تحدی کا ہے: معجزہ نبوت کے دعوے کے ساتھ ہوتا ہے اور کرامت اس دعوے سے خالی ہوتی ہے۔

سحر اور کہانت کا مفہوم

سحر (جادو) سے مراد وہ خفیہ و باریک اسباب و اعمال ہیں جن کے ذریعے چیزوں کی حقیقت خلافِ واقعہ نظر آئے یا انسان کے جسم و ذہن پر غیر معمولی اثرات مرتب کیے جائیں۔ جادو سیکھا اور سکھایا جا سکتا ہے، اس کے اسباب و وسائل مخفی ہوتے ہیں اور جادوگر اس پر قدرت و مشق کا دعویٰ کرتا ہے، لیکن یہ ہرگز اللہ کی تائید کی علامت نہیں بلکہ شریعت میں اس کا سیکھنا سکھانا سخت گناہ قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں فرعون کے جادوگروں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے کا مقابلہ اس فرق کی واضح مثال ہے: جادوگروں کی رسیاں و لاٹھیاں نظر بندی سے سانپ محسوس ہوئیں، مگر جب عصائے موسیٰ نے حقیقی معجزہ دکھایا تو خود ماہر جادوگر سمجھ گئے کہ یہ سحر نہیں، چنانچہ وہ ایمان لے آئے۔ کہانت غیب دانی کے جھوٹے دعوے کا نام ہے۔ کاہن شیاطین و جنات سے سنی سنائی ادھوری باتوں یا ستاروں و فال کے سہارے مستقبل کی خبریں دینے کا دعویٰ کرتا ہے۔ شریعت نے کہانت کو شرک و گمراہی کے دروازوں میں سے قرار دیا ہے اور کاہن کے پاس جانے اور اس کی بات کی تصدیق کرنے سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ غیب کا حقیقی علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور نبی کو بھی وہی غیب بتایا جاتا ہے جو وحی کے ذریعے عطا ہو۔

جدول 1: معجزہ، کرامت، سحر اور کہانت کا باہمی فرق

پہلو	معجزہ	کرامت	سحر و کہانت
صاحبِ امر	مدعیِ نبوت (نبی / رسول)	ولی و نیک بندہ؛ مدعیِ نبوت نہیں	جادوگر و کاہن؛ دعوائے نبوت نہیں، دعوائے ہنر / غیب دانی ہوتا ہے
تحدی (چیلنج)	شرط ہے؛ مخالفین مثل لانے سے عاجز رہتے ہیں	تحدی نہیں ہوتا	تحدی نہیں؛ محض شعبدہ و فریب ہوتا ہے
مقصد	نبوت کی تصدیق و حجت کا قیام	ولی کی تکریم اور نبی کے معجزے کی تابندگی	دھوکا، مال و شہرت کا حصول، لوگوں کو گمراہ کرنا
اسباب	براہِ راست اللہ کا فعل؛ اسباب سے ماورا	اللہ کا فضل؛ اتباعِ شریعت کی برکت	مخفی اسباب، مشق و ریاضتِ باطل اور خبیث وسائل
شرعی حکم	ایمان و تصدیق واجب ہے	شرعاً جائز و مسلّم مگر بڑی کرامت استقامت ہے	سیکھنا سکھانا و تصدیق حرام و گمراہی ہے
عاجزی / مثل	کوئی مثل پیش نہیں کر سکتا	مثل ممکن ہے؛ یہ ذاتی کمال کا دعویٰ نہیں	ماہر اس کی حقیقت و مقابلہ کر سکتا ہے؛ جادوگر خود بے بس ہو جاتا ہے

AIOU LIBRARY aioulibrary.com

فرق کی اہمیت اور استدراج کی تنبیہ

ان اصطلاحات کا فرق جاننا اس لیے ضروری ہے کہ محض کسی غیر معمولی بات کو دیکھ کر کسی کی ولایت یا نبوت کا فیصلہ نہ کیا جائے۔ اہلِ علم ایک اور اصطلاح بھی بیان کرتے ہیں جسے استدراج کہتے ہیں: گناہ گار و سرکش شخص کے ہاتھ پر اس کی خواہش کے مطابق غیر معمولی امور کا ظاہر ہونا، جو اس کے لیے تکریم کے بجائے وبال و ڈھیل ہوتا ہے۔ اسی طرح معونت عام مومن کے ہاتھ پر مشکل وقت میں ظاہر ہونے والی مدد کو کہتے ہیں۔ ان تمام صورتوں میں کسوٹی ایک ہی ہے: شریعت کی پابندی، دعوے کی نوعیت اور نتیجہ۔ جو امر نبی کے دعوائے نبوت کی تصدیق کرے اور اس کی مثل ناممکن ہو وہ معجزہ ہے، جو ولی سے بلا دعویٰ صادر ہو وہ کرامت ہے، اور جو سیکھے ہوئے خفیہ اسباب و فریب سے ہو کر شریعت کی خلاف ورزی پر مبنی ہو وہ سحر و کہانت ہے جس سے ایمان کو بچانا لازم ہے۔ کسی معاصر شخصیت کے بارے میں قطعی شرعی درجہ دینا اس گائیڈ کے دائرۂ کار میں نہیں؛ یہ اصول صرف نصابی تصورات کی تفہیم کے لیے بیان کیے گئے ہیں۔

خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ معجزہ اللہ کا وہ خارقِ عادت فعل ہے جو مدعیِ نبوت کے دعوے کی تصدیق میں تحدی کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے اور مخلوق اس کی مثل سے عاجز رہتی ہے۔ کرامت اسی اصول کی فرع ہے جو ولی سے بلا دعوائے نبوت صادر ہوتی ہے۔ سحر سیکھے ہوئے مخفی اسباب و فریب کا نام ہے اور کہانت غیب دانی کا باطل دعویٰ ہے؛ دونوں شریعت میں ممنوع ہیں۔ ان تینوں کا باہمی فرق صاحبِ امر، تحدی، مقصد، اسباب اور شرعی حکم کے اعتبار سے بالکل واضح ہے اور یہی فرق سیرت و عقائد کے اس باب کی بنیاد ہے۔

سوال نمبر 3: ارہاصات: معنی و مفہوم اور بعثت سے قبل کی علاماتِ نبوت (20 نمبر)

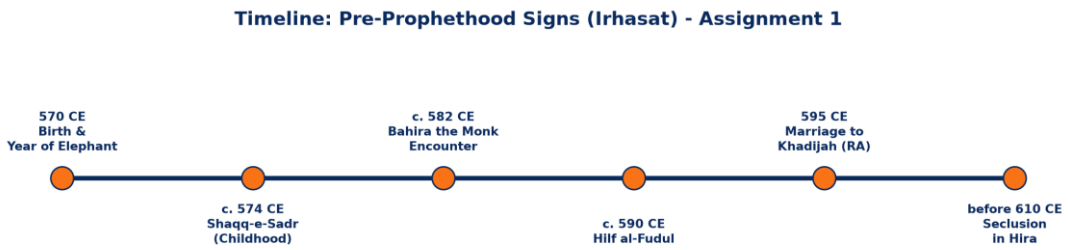
سوال نمبر 3: ارہاصات کا معنی و مفہوم کیا ہے؟ بعثت سے قبل کی علاماتِ نبوت کی تفصیل لکھیں۔ (20)

تعارف

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا کوئی دور بھی بشارتوں اور نبوت کی نشانیوں سے خالی نہیں۔ اعلانِ نبوت سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات وصفات کے گرد ایسے غیر معمولی واقعات وعلامات ظاہر فرمائیں جنہیں علمائے سیرت ارہاصات کہتے ہیں۔ یہ علامات نہ صرف آپ کی آئندہ نبوت کی تمہید تھیں بلکہ اہلِ کتاب کے علماء اور اہلِ بصیرت عربوں کے لیے بھی آپ کی پہچان کا ذریعہ بنیں۔ اس جواب میں پہلے ارہاصات کا لغوی واصطلاحی مفہوم بیان کیا جائے گا، پھر بعثت سے قبل کی نمایاں علاماتِ نبوت کو پیدائش، بچپن، جوانی اور بعثت کے قریبی زمانے کی ترتیب سے تفصیلاً بیان کیا جائے گا۔ تمام واقعات سیرت مآخذ کی روایات کے مفہوم کے طور پر پیش کیے گئے ہیں اور اصل مآخذ کی طرف مراجعت کی ترغیب دی جاتی ہے۔

ارہاصات کا لغوی واصطلاحی مفہوم

ارہاص عربی لفظ ہے جس کے لغوی معنی بنیاد رکھنے اور اساس قائم کرنے کے ہیں۔ گھر کی بنیاد کو بھی اسی مناسبت سے تعمیر کیا جاتا ہے، کیونکہ بنیاد بعد کی عمارت کی تمہید و تیاری ہوتی ہے۔ اصطلاح میں ارہاصات ان خارقِ عادت امور وعلامات کو کہتے ہیں جو کسی نبی کی بعثت اور اعلانِ نبوت سے پہلے اس کی ذات سے ظاہر ہوں اور آئندہ نبوت کی بشارت و تمہید ثابت ہوں۔ معجزے اور ارہاص میں بنیادی فرق وقت اور دعوے کا ہے: معجزہ اعلانِ نبوت کے بعد، دعوے کی تصدیق اور تحدی کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے، جبکہ ارہاص نبوت کے اعلان سے پہلے صادر ہوتا ہے اور اس وقت تحدی مقصود نہیں ہوتا۔ اسی لیے ارہاص کو محدثین وسیرت نگار مستقبل کی نبوت کی بنیاد اور پیش خیمہ قرار دیتے ہیں۔ یہ علامات بچپن سے لے کر بعثت تک مختلف اوقات میں ظاہر ہوتی رہیں اور ہر علامت نے آپ کی شخصیت کی انفرادیت کو اہلِ نظر پر واضح کیا۔



شکل 1: بعثت سے قبل کی نمایاں علامات (ارہاصات) کی زمانی ترتیب

پیدائش اور اس کے متعلق علامات

بعثت سے قبل کی علامات کا سلسلہ آپ کی ولادت کے سال سے نمایاں ہوتا ہے۔ آپ کی ولادت عام الفیل میں ہوئی، وہی سال جس میں حبشہ کے نائب ابرہہ نے ہاتھیوں کے لشکر کے ساتھ خانہ کعبہ پر حملے کا ارادہ کیا تھا اور قرآن مجید کی سورۃ الفیل میں بیان کردہ مفہوم کے مطابق اس کا لشکر اپنے انجام کو پہنچا۔ سیرت کی روایات میں اس سال کو آپ کی آمد کی بشارتوں سے معمور بیان کیا گیا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے منسوب روایات میں حمل و ولادت کی آسانی و نورانیت کا ذکر ملتا ہے، اور اہلِ کتاب کے بعض علماء و راہبوں کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے اس عرصے میں آخری نبی کی آمد کی نشانیاں قریب آ جانے کی پیش گوئیاں بیان کیں۔ واضح رہے کہ ان روایات کی درجہ بندی اور سند کی تحقیق علمِ حدیث کا موضوع ہے؛ نصابی سطح پر یہ واقعات سیرت کی مشہور کتابوں میں مذکور مفاہیم کے طور پر پڑھائے جاتے ہیں اور طالب علم کے لیے اصل مآخذ سے تقابل مفید رہتا ہے۔

بچپن کی علامات: شقِ صدر وغیرہ کا پس منظر

بچپن کی علامات میں سب سے مشہور واقعہ شقِ صدر ہے، جس کی تفصیل آئندہ سوال میں آئے گی، کہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں قیام کے دوران فرشتوں نے آپ کا سینہ کھول کر قلب کو پاکیزگی سے مزین کیا۔ اس کے علاوہ آپ کے بچپن میں عادات و اطوار کا غیر معمولی حسن بھی بذاتِ خود ایک علامت تھا: آپ کبھی بتوں کے قریب نہ گئے، بچوں کے عام کھیل کود و لہو سے طبعاً دور رہے اور آپ کی پرورش میں برکت کے آثار داعیہ حلیمہ کے گھر میں واضح طور پر محسوس کیے گئے، جن کی روایات سیرت کی کتابوں میں مشہور ہیں، مثلاً گھر میں رزق و مویشیوں میں برکت کا ظاہر ہونا۔ یہ برکت کسی ذاتی دعوے کے بغیر ظاہر ہوئی، جو ارہاص کی تعریف کے عین مطابق ہے۔ اہلِ سیرت ان واقعات کو اس بات کی دلیل قرار دیتے ہیں کہ نبوت کی تیاری بچپن ہی سے خصوصی اہتمام کے ساتھ ہو رہی تھی۔

جوانی کی علامات: بحیرہ راہب، حلف الفضول اور سچی شناخت

جوانی کے دور میں کئی علامات نمایاں ہوئیں۔ تقریباً بارہ سال کی عمر میں آپ اپنے چچا حضرت ابو طالب کے ساتھ شام کے تجارتی سفر پر گئے۔ بصریٰ کے قریب بحیرہ نامی عیسائی راہب نے آپ کو دیکھ کر نبوت کی علامات پہچاننے کا دعویٰ کیا، جن میں مہرِ نبوت کا مشاہدہ اور آپ پر درخت و بادل کے سائے سے متعلق روایاتی تفصیلات شامل ہیں، چنانچہ اس نے حضرت ابو طالب کو آپ کی حفاظت کی تاکید کی۔ اس واقعے کی تاریخی تفصیلات پر محققین نے بحث کی ہے، مگر نصابی سیرت میں یہ ارہاصات کی نمایاں مثال کے طور پر پڑھایا جاتا ہے۔ اسی دور میں آپ کی صداقت و امانت کی شہرت اس حد تک پھیلی کہ اہلِ مکہ آپ کو صادق و امین کہنے لگے، اور یہ لقب بذاتِ خود نبوت کی سب سے بڑی اخلاقی پیشگی علامت تھا۔ فجار کی جنگ کے بعد طے پانے والے حلف الفضول میں آپ کی شرکت اور مظلوم کی حمایت کا عہد بھی آپ کے غیر معمولی کردار کی دلیل تھا، جسے آپ نے نبوت کے بعد بھی پسندیدہ قرار دیا۔ تجارت میں آپ کی امانت داری ہی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا سبب بنی اور ان کے غلام میسرہ نے سفرِ شام میں بھی کئی غیر معمولی باتیں مشاہدہ کر کے بیان کیں۔

بعثت کے قریب کی علامات: خواب، تنہائی پسندی اور سلام

بعثت کے قریب آتے آتے علامات زیادہ واضح ہو گئیں۔ روایات میں آتا ہے کہ وحی کے آغاز سے پہلے آپ کو سچے خواب آنے لگے جو صبح کی روشنی کی طرح سچ ثابت ہوتے، اور یہ سلسلہ کئی ماہ جاری رہا۔ اسی دور میں آپ کے دل میں تنہائی و خلوت کی محبت پیدا ہو گئی اور آپ غارِ حرا میں جا کر عبادت و غور و فکر میں وقت گزارنے لگے۔ اہلِ سیرت کے بیان کے مطابق اس زمانے میں درخت و پتھر بھی آپ کو سلام کرتے اور بعض اوقات ایسی آوازیں سنائی دیتیں جن کا ماخذ معلوم نہ ہوتا، جنہیں بعد میں وحی کی تمہید سمجھا گیا۔ خانہ کعبہ کی تعمیر کے موقع پر حجرِ اسود رکھنے کے تنازعے میں پورے مکہ کا آپ کے فیصلے کو تسلیم کر لینا بھی آپ کی غیر معمولی قبولیت و دانائی کی علامت تھا۔ یہ تمام علامات مل کر اس فضا کو تیار کرتی ہیں جس میں چالیس برس کی عمر میں غارِ حرا میں پہلی وحی نازل ہوئی اور ارہاصات کا دور مکمل ہو کر معجزات و دلائل کا دور شروع ہوا۔

جدول 1: بعثت سے قبل کی علاماتِ نبوت (ارہاصات) کا خلاصہ

حیثیت	نمایاں علامت / واقعہ	دور
تمہیدی علامت	عام الفیل میں ولادت؛ اہلِ کتاب کی بشارتوں کا قریب دور	ولادت
ارہاص	تنزیہ صدر؛ دارِ حلیمہ کے گھر میں برکت؛ بتوں سے فطری نفرت	بچپن
اخلاقی و تاریخی علامت	بحیرہ راہب کی شناخت؛ صادق و امین کا لقب؛ حلف الفضول میں شرکت	جوانی
ارہاص و کردار	تجارت میں امانت؛ حضرت خدیجہ سے نکاح؛ میسرہ کے مشاہدات	جوانی
فوری تمہید	سچے خواب؛ غارِ حرا کی خلوت؛ حجرِ اسود کے تنازعے کا فیصلہ	بعثت کے قریب

خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ ارہاصات نبوت کی بنیاد و تمہید کے طور پر اعلانِ نبوت سے پہلے ظاہر ہونے والی خارقِ عادت علامات ہیں، جو تحدی و دعوے کے بغیر صادر ہوتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں یہ علامات ولادت سے بعثت تک تسلسل کے ساتھ ملتی ہیں: عام الفیل، شقِ صدر، داعیہ کے گھر میں برکت، بحیرہ راہب کی شناخت، صادق و امین کا

لقب، سچے خواب اور غارِ حرا کی خلوت۔ یہ علامات اہلِ بصیرت کے لیے آپ کی نبوت کی پیشگی پہچان کا ذریعہ بنیں اور ان کے بعد وحی و معجزات کا وہ باب کھلا جس نے دنیا کی تاریخ بدل کر رکھ دی۔

سوال نمبر 4: واقعۂ شقِ صدر، مہرِ نبوت اور وسیلۂ رسول ﷺ سے نزولِ باراں (20 نمبر)

سوال نمبر 4: واقعۂ شقِ صدر، مہرِ نبوت کا وجود اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے نزولِ باراں کا واقعہ تحریر کریں۔ (20)

تعارف

یہ سوال تین ایسے معروف واقعات کو یکجا کرتا ہے جن کا تعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے ظاہر ہونے والی خرقِ عادت علامات و معجزات سے ہے۔ پہلا واقعہ شقِ صدر ہے جس میں اللہ کے حکم سے فرشتوں نے آپ کا سینۂ مبارک کھول کر قلب کو دھویا اور حکمت و نور سے معمور کیا۔ دوسرا موضوع مہرِ نبوت ہے، یعنی آپ کے دونوں شانوں کے درمیان موجود وہ جسمانی علامت جسے اہلِ کتاب کی کتابوں میں آخری نبی کی نشانیوں میں شمار کیا گیا تھا اور جسے دیکھ کر کئی اہلِ نظر نے آپ کو پہچانا۔ تیسرا واقعہ آپ کے وسیلے و دعا سے بارش کے نزول کا ہے جو مدنی دور میں قحط و خشکی کے موقع پر پیش آیا۔ اس جواب میں تینوں واقعات کو ترتیب وار، سیرت کے معروف مآخذ کے مفاہیم کی روشنی میں بیان کیا جائے گا اور ہر واقعے کی حیثیت ارہاص یا معجزے کے طور پر واضح کی جائے گی۔

واقعۂ شقِ صدر: بچپن کا واقعہ

شقِ صدر کا پہلا اور مشہور ترین واقعہ آپ کے بچپن میں پیش آیا جب آپ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بنو سعد میں پرورش پا رہے تھے۔ صحیح مسلم سمیت حدیث و سیرت کی کتابوں میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول روایت کا مفہوم یہ ہے کہ آپ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے، آپ کو لیٹایا، سینہ کھولا، قلب کو نکال کر اس سے ایک حصہ جدا کیا اور فرمایا کہ یہ شیطان کا حصہ ہے، پھر قلب کو سونے کے طشت میں زمزم کے پانی سے دھو کر واپس رکھ دیا اور سینہ جوڑ

دیا۔ بچے دوڑ کر حضرت حلیمہ کے پاس گئے اور واقعہ بیان کیا۔ اس واقعے کے بعد حضرت حلیمہ اور ان کے شوہر کو اندیشہ ہوا اور وہ آپ کو واپس مکہ آپ کی والدہ کے پاس لے آئے۔ علمائے سیرت اس واقعے کو ارہاصات میں شمار کرتے ہیں کیونکہ یہ اعلانِ نبوت سے برسوں پہلے پیش آیا اور اس کا مقصد قلبِ نبوی کی ظاہری و باطنی پاکیزگی اور وحی کے بوجھ کو برداشت کرنے کی استعداد پیدا کرنا تھا۔

شقِ صدر کے دیگر مواقع اور حکمت

روایات میں شقِ صدر کا ذکر صرف بچپن تک محدود نہیں۔ سیرت و حدیث کے بعض ماخذ کے مطابق شبِ معراج بھی آپ کے سینے کو کھول کر قلب کو ایمان و حکمت سے بھرے جانے کا ذکر ملتا ہے تاکہ آپ آسمانی سفر اور قربِ الٰہی کے مشاہدات کی تاب لا سکیں۔ بعض روایات میں اس عمل کے تکرار کی تعداد پر اہلِ علم کی آراء مختلف ہیں اور اس کی تفصیل اصولِ حدیث کے مباحث کا موضوع ہے۔ اس واقعے کی حکمتوں پر علماء نے یہ نکتہ بیان کیا ہے کہ جس طرح نبی کا ظاہر و باطن ہر قسم کی آلائش سے پاک ہوتا ہے، اسی طرح شقِ صدر اس پاکیزگی کی ایک محسوس و مشاہداتی صورت تھا جسے بچوں اور داعیہ خاندان نے دیکھا اور روایت کیا۔ یہ واقعہ نبی کی عصمت اور اس کے خاص خدائی اہتمام کی دلیل کے طور پر سیرت کی کتابوں میں پڑھایا جاتا ہے اور اس سے کسی شرعی حکم کا استدلال مقصود نہیں، بلکہ تاریخی و اعتقادی واقفیت اس کا اصل مقصد ہے۔

مہرِ نبوت کا وجود اور اس کی علامت

مہرِ نبوت سے مراد وہ جسمانی علامت ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان پشت پر واقع تھی۔ حدیث کی کتابوں میں صحابہ کرام کی روایات کے مفہوم کے مطابق یہ علامت گوشت کے ایک چھوٹے ابھرے ہوئے ٹکڑے کی صورت میں تھی جس کا رنگ و ہیئت عام جلد سے ممتاز تھا اور جسے دیکھنے والے صحابہ نے اپنے مشاہدے کے طور پر بیان کیا۔ اہلِ کتاب کی سابقہ کتابوں میں آخری نبی کی جو نشانیاں بیان ہوئی تھیں ان میں یہ علامت نمایاں تھی، یہی وجہ ہے کہ بحیرہ راہب نے شام کے سفر میں اسی علامت کا مشاہدہ کر کے حضرت ابو طالب کو آپ کی حفاظت کی تلقین کی، اور بعد ازاں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جیسے جویانِ حق نے بھی اسی نشانی کو دیکھ کر تصدیق کی

اور ایمان لائے۔ ان کی روایت کا مفہوم یہ ہے کہ انہوں نے ایک عالم کی بتائی ہوئی آخری نشانی کے طور پر مہرِ نبوت کو دیکھا تو فوراً پہچان لیا کہ یہی وہ ہستی ہیں جن کی بشارت دی گئی تھی۔ اس طرح مہرِ نبوت ایک ایسی ظاہری و تاریخی دلیل تھی جو دعوے سے پہلے اور دعوے کے بعد دونوں ادوار میں اہلِ نظر کے لیے پہچان کا ذریعہ بنی۔

حضور اکرم ﷺ کے وسیلے سے نزولِ باراں کا واقعہ

نزولِ باراں سے متعلق مشہور واقعہ مدنی دور کا ہے جس کی روایت صحیح بخاری کی حدیث کی کتابوں میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ اس روایت کے مفہوم کے مطابق ایک جمعہ کے دن جب آپ منبر پر خطبہ دے رہے تھے تو ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ قحط کی وجہ سے مال و مویشی ہلاک ہو رہے ہیں اور راستے بند ہو گئے ہیں، لہٰذا اللہ سے بارش کی دعا فرمائیے۔ آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی تو آسمان پر بادل اس طرح چھا گئے کہ پورا ہفتہ موسلا دھار بارش ہوتی رہی، یہاں تک کہ اگلے جمعہ اسی شخص یا کسی اور نے عرض کی کہ مکانات گر رہے ہیں اور راستے بند ہو گئے ہیں، بارش تھمنے کی دعا فرمائیے۔ آپ نے مدینہ کے اردگرد برسنے اور مدینہ پر نہ برسنے کی دعا فرمائی تو بادل چھٹ گئے۔ اس واقعے کو اہلِ علم آپ کے معجزات و استجابتِ دعا کی روشن مثال کے طور پر بیان کرتے ہیں، کیونکہ خشکی و قحط کا یکایک خاتمہ اور پھر دعا ہی سے بارش کا رکنا عام اسباب سے بالاتر تھا اور سینکڑوں حاضرین نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ دعا و توسل کے فقہی مباحث کی تفصیل فقہ کی کتابوں کا موضوع ہے؛ یہاں یہ واقعہ صرف سیرتی و تاریخی حیثیت سے بیان کیا گیا ہے۔

تینوں واقعات کا باہمی ربط

ان تینوں واقعات میں قدرِ مشترک یہ ہے کہ تینوں آپ کی ذات کے خصوصی خدائی اہتمام کو ظاہر کرتے ہیں۔ شقِ صدر نے بچپن میں آپ کے قلب کی تیاری کو ظاہر کیا، مہرِ نبوت نے آپ کی جسمانی پہچان کو سابقہ کتابوں کی بشارتوں سے جوڑا، اور نزولِ باراں نے لوگوں کی عملی ضرورت کے وقت آپ کی دعا کی قبولیت کو سب کے سامنے رکھ دیا۔ پہلے دو واقعات کا زمانہ یا پہچان ارہاصات سے متعلق ہے جبکہ تیسرا واقعہ مدنی دور کا معجزہ شمار ہوتا ہے۔ اس ترتیب سے یہ سوال واضح کرتا ہے کہ دلائلِ نبوت کا سلسلہ بچپن سے وفات

تک مسلسل قائم رہا اور ہر طبقے کے انسان کو اس کی استعداد کے مطابق پہچان کا ذریعہ میسر آیا: اہلِ کتاب کو کتابی نشانیاں، اہلِ مشاہدہ کو محسوس واقعات اور عام لوگوں کو آپ کا کردار و دعا کی قبولیت۔

خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ شقِ صدر بچپن کا وہ مشہور ارہاصی واقعہ ہے جس میں فرشتوں نے آپ کے قلب کو دھو کر پاکیزگی و حکمت سے مزین کیا، مہرِ نبوت آپ کے شانوں کے درمیان وہ خدائی نشانی تھی جس سے بحیرہ راہب اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جیسے اہلِ نظر نے آپ کو پہچانا، اور نزولِ باراں کا واقعہ آپ کی استجابتِ دعا کا وہ معجزہ ہے جس میں قحط زدہ مدینہ پر آپ کی دعا سے ایک ہفتہ بارش ہوئی اور آپ ہی کی دعا سے تھم گئی۔ یہ تینوں واقعات سیرت کے معتبر مآخذ میں روایت کیے گئے ہیں اور دلائلِ نبوت کے اس باب کی بنیادی مثالیں ہیں۔

سوال نمبر 5: خصائصِ نبوی ﷺ کی تعریف اور امتِ محمدیہ کے امتیازی خصائص (20 نمبر)

سوال نمبر 5: خصائصِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کریں اور امتِ محمدیہ کے امتیازی خصائص کی وضاحت کریں۔ (20)

تعارف

سیرتِ نبوی کے مطالعے کا ایک اہم باب خصائص کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو کچھ امتیازی فضائل عطا فرمائے، مگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو جامع اور بے مثال خصائص عطا ہوئے وہ آپ کے خاتم النبیین اور سید المرسلین ہونے کا ثبوت ہیں۔ اسی طرح آپ کی امت کو بھی سابقہ امتوں کے مقابلے میں کئی امتیازات دیے گئے جن کی بنا پر اسے خیرِ امت کہا گیا۔ اس جواب میں پہلے خصائص کی لغوی و اصطلاحی تعریف اور اس کی اقسام بیان کی جائیں گی، پھر آپ کے نمایاں ذاتی خصائص کا ذکر ہو گا اور آخر میں امتِ محمدیہ کے امتیازی خصائص کو تفصیل سے واضح کیا جائے گا۔ یہ بیان محض علمی و تعلیمی ہے؛ اس سے کسی فرقہ وارانہ برتری یا کسی معاصر گروہ کے بارے میں فیصلہ مقصود نہیں۔

خصائص کی تعریف اور اقسام

خصائص لفظ خاصہ و خصوصیت کی جمع ہے، جس کے معنی کسی شخص یا شے کی ایسی منفرد صفت کے ہیں جو دوسروں میں نہ پائی جائے۔ اصطلاح میں خصائصِ نبوی سے مراد وہ امتیازی فضائل، احکام اور عطیات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے اور ان میں کوئی دوسرا نبی یا امتی شریک نہیں۔ علماء نے خصائص کو عام طور پر دو بڑی اقسام میں تقسیم کیا ہے: اول خصائصِ تکریمیہ و فضائل ذاتی و معجزات جو آپ کی شان و مرتبے کو ظاہر کرتے ہیں، مثلاً تمام انسانیت کی طرف بعثت، ختمِ نبوت اور مقامِ محمود۔ دوم خصائصِ تشریعیہ، یعنی وہ احکام جو صرف آپ کے لیے مخصوص تھے، مثلاً تہجد کی خاص تاکید، مسلسل روزے کی خصوصی صورت یا آپ کے اہلِ خانہ سے متعلق بعض مخصوص احکام۔ اس تقسیم سے یہ نکتہ بھی واضح ہوتا ہے کہ بعض خصائص امت کے لیے نمونہ واجب ہیں اور بعض صرف آپ کی ذات تک محدود ہیں، جن کی نقل و اتباع امت کے لیے مقصود نہیں۔

نبی کریم ﷺ کے نمایاں ذاتی خصائص

آپ کے ذاتی خصائص کی فہرست طویل ہے جن میں چند بنیادی یہ ہیں۔ پہلا اور سب سے بڑا خاصہ ختمِ نبوت ہے: آپ آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور آپ کی شریعت قیامت تک ناسخ و محفوظ رہے گی۔ دوسرا خاصہ عمومِ بعثت ہے: سابقہ انبیاء خاص قوموں کی طرف بھیجے گئے تھے مگر آپ جن و انس اور تمام عالم کے لیے رسول بنائے گئے۔ تیسرا خاصہ جوامع الکلم ہے، یعنی مختصر الفاظ میں وسیع معانی ادا کرنا آپ کا خاص وصف تھا۔ حدیث کی کتابوں میں خود آپ سے منقول مفاہیم کے مطابق آپ کو سابقہ انبیاء پر کئی امور میں فضیلت دی گئی، جن میں ساری زمین کو مسجد و پاکیزہ قرار دیا جانا، مالِ غنیمت کی حلت، ایک ماہ کی مسافت تک رعب کے ذریعے نصرت اور آخرت میں جامع شفاعت شامل ہیں۔ اس کے علاوہ معراج کی شب جسمانی بیداری میں آسمانی سیر، مقامِ محمود و حوضِ کوثر اور قرآن جیسا دائمی معجزہ بھی آپ ہی کے خصائص میں شمار ہوتا ہے۔ ان خصائص کی تفصیل خصائصِ کبریٰ جیسی مفصل کتب کا موضوع ہے اور نصابی سطح پر یہی نمایاں مثالیں پڑھائی جاتی ہیں۔

امتِ محمدیہ کا تعارف اور بنیادی حیثیت

امتِ محمدیہ سے مراد وہ تمام انسان ہیں جو آپ پر ایمان لاتے ہیں اور آپ کی شریعت کی پیروی کرتے ہیں، قیامت تک آنے والے تمام مسلمان اسی امت میں شامل ہیں۔ قرآن مجید میں اس امت کو امتِ وسط اور خیرِ امت کے اوصاف سے یاد کیا گیا ہے، جن کے مفہوم کے مطابق یہ امت اعتدال کی راہ پر ہے اور نیکی کا حکم دینے و برائی سے روکنے کی ذمہ داری اس کے سپرد ہے۔ یہ فضیلت کسی نسل، زبان یا علاقے کی بنا پر نہیں بلکہ ایمان و اتباع کی بنا پر ہے، اور اس کے ساتھ ذمہ داری بھی اتنی ہی بڑی ہے۔ امت کے یہ امتیازات نبی کے خصائص ہی کی کرن ہیں، کیونکہ امت کو جو کچھ ملا وہ اپنے نبی کی برکت و نسبت سے ملا۔ اب ان امتیازی خصائص کو یکے بعد دیگرے بیان کیا جاتا ہے۔

امتِ محمدیہ کے امتیازی خصائص

امتِ محمدیہ کے امتیازی خصائص میں سب سے پہلا یہ ہے کہ اس امت کو آخری اور محفوظ کتاب قرآن مجید عطا ہوئی جس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا، لہٰذا یہ امت تحریف سے محفوظ ہدایت کی حامل ہے۔ دوسرا امتیاز یہ ہے کہ یہ امت سب سے پہلے جنت میں داخلے اور آخرت میں گواہی کے اعزاز سے سرفراز ہو گی؛ روایات کے مفہوم کے مطابق یہ امت اگرچہ زمانے کے اعتبار سے سب سے آخری ہے مگر اجر و فضیلت میں سب سے آگے رکھی گئی ہے اور سابقہ امتوں کے معاملے میں گواہ بنائی گئی ہے۔ تیسرا امتیاز عبادات میں آسانی و جامعیت ہے: اس امت کے لیے پوری زمین نماز کی جگہ قرار دی گئی، تیمم کی سہولت دی گئی اور سابقہ شریعتوں کی بہت سی سختیاں اٹھا لی گئیں۔ چوتھا امتیاز یہ ہے کہ اس امت کے اجماع و اتفاق کو حجت اور اس کے علماء کو امت کی رہنمائی کا فریضہ دیا گیا، اور گمراہی پر پوری امت کے مجتمع ہونے سے حفاظت کی بشارت دی گئی۔ پانچواں امتیاز توبہ کا وسیع دروازہ اور خطا پر فوری مواخذے کے بجائے مہلت و درگزر کی خصوصی رعایت ہے، یعنی امتی کے دل میں گزرنے والے وسوسوں پر عمل سے پہلے گرفت نہیں کی جاتی۔ چھٹا امتیاز یہ ہے کہ یہ امت سب سے بڑی تعداد میں ہو گی اور اس کے لیے شبِ قدر، جمعہ کی قبولیت کی گھڑی اور رمضان کی برکات جیسے خصوصی مواقع مقرر کیے گئے۔ ساتواں امتیاز شفاعتِ کبریٰ کا ہے کہ قیامت کے دن آپ اپنی امت کے لیے وہ عظیم شفاعت فرمائیں گے جس کی بشارتیں حدیث میں مذکور ہیں۔ یہ تمام خصائص فضلِ الٰہی ہیں اور ان کے ساتھ شکر و اطاعت کی ذمہ داری لازم آتی ہے۔

جدول 1: نبی کریم ﷺ اور امتِ محمدیہ کے نمایاں خصائص کا موازنہ

امتِ محمدیہ کے امتیازی خصائص	نبی کریم ﷺ کے خصائص	زمرہ
آخری امت؛ سابقہ امتوں پر گواہ	خاتم النبیین؛ تمام عالم کے لیے رسول	منصب
تحریف سے محفوظ کتاب کی حامل امت	قرآن: دائمی و زندہ معجزہ	کتاب و شریعت
زمین بھر مسجد؛ تیمم؛ آسانی و تخفیف	تہجد سمیت خصوصی احکام و مقامات	عبادت
پہلے جنت میں داخلہ؛ شفاعت سے بہرہ وری	مقامِ محمود؛ حوضِ کوثر؛ شفاعتِ کبریٰ	آخرت
شبِ قدر؛ جمعہ؛ توبہ و درگزر کی وسعت	معراج؛ جوامع الکلم؛ اسراء کی نصرت بہ رعب	خصوصی عطیات

خصائص کے مطالعے کی اہمیت

خصائص کا مطالعہ محض معلومات میں اضافے کے لیے نہیں بلکہ اس کے تین بڑے فائدے ہیں۔ پہلا فائدہ معرفتِ رسول میں اضافہ ہے، کیونکہ جب طالب علم کو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے اپنے آخری نبی کو کس قدر جامع کمالات سے نوازا تو اس کے دل میں آپ کی محبت و قدر بڑھتی ہے۔ دوسرا فائدہ اعتقادی حفاظت ہے: خصائص و احکامِ مخصوصہ کا فرق سمجھنے سے طالب علم ان امور کو الگ الگ پہچانتا ہے جو صرف نبی کے لیے خاص تھے اور وہ جو امت کے لیے اسوہ ہیں، اس طرح عمل میں غلط فہمی دور ہوتی ہے۔ تیسرا فائدہ امت کے شعورِ ذمہ داری کی بیداری ہے: جو امت خیرِ امت کے لقب سے نوازی گئی ہو اس کے افراد پر لازم آتا ہے کہ وہ علم، عدل، خدمتِ خلق اور امر بالمعروف میں اپنی ذمہ داری پہچانیں۔ یہی وجہ ہے کہ نصابِ سیرت میں اس باب کو باقاعدہ شامل کیا گیا ہے تاکہ طالب علم فضیلت کے ساتھ ذمہ داری کو بھی سمجھے۔

خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ خصائصِ نبوی اللہ کی طرف سے صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کردہ امتیازی فضائل و احکام ہیں جن میں ختمِ نبوت، عمومِ بعثت، معراج، مقامِ محمود اور دائمی معجزۂ قرآن نمایاں ترین ہیں۔ امتِ محمدیہ کے امتیازات خصائص میں محفوظ کتاب، گواہی کا منصب، عبادت میں آسانی، توبہ کی وسعت، شبِ قدر و جمعہ کی خصوصیات اور شفاعت سے بہرہ وری شامل ہیں۔ یہ امتیازات نبی کی نسبت کی برکت ہیں، جبکہ ان کا اصل تقاضا شکر، اتباع اور امت کی اجتماعی ذمہ داریوں کا احساس ہے۔

AIOU LIBRARY aioulibrary.com